میثاقِ مدینہ کے متن سے متعلق روایات کا تحقیقی جائزہ

A research evalution of text narrated in Treaty of "Meesaq e Madina"

فخرالاسلام[I]　　　　ممتاز خان[II]

Abstract

After the migration of Holy Prophet Muhammad(SAW) from Makka to Madina ,there was significant political instability in Yathrib (Madina). After the culmination of war named "Buaath", there was also a vacuum of leadership in Madina. Prophet(SAW) was a suitable and appropriate leader for the resident of Madina to fill the vacuum of leadership there. So after migration, the Holy Prophet (SAW) established a grand political coalition among all residents of Madina, (Ansaar, Muhajereen and Jews) to avoid war and settle differences in a peaceful manner. For this purpose a written agreement (Meesaq e Madina) was signed between the Muslims and Jews. This milestone document of Islamic history is considered as the first written constitution,wherein all stakeholders were given equal status and declared as 'Ummat'. This accord provided a peaceful life to the residents of Madina alongside establishing credentials of a sagacious leader for the Holy Prophet.

However, despite the significance of this constitution, a number of scholars and orientalists have difference of opinions on this pact, some even denying the very existence of any such document due to lack of clarity or scarce information regarding the same in the books of hadith. Others claim that two pacts instead of one had been taken place. Some thinkers believed that there is only one constitution of life I.e. The holy Quran.

So, All relevant narrations of first three centuries in books of Sirah, History and Hadith have been collected in this article to ascertain the authenticity of this document. The touchstone of Jarh and T'adeel as well as principles of Rewayat and Derayat have been followed for evaluating veracity of facts.

I پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور

II پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

Key Words: Holy Prophet, Madina, Makkah, Mesaq, orientalist

نبی کریم ﷺ نے جب مدینہ منورہ ہجرت کی تو اس وقت یہاں کے باسیوں میں انصار و مہاجرین کے علاوہ یہود بھی شامل تھے۔ آپ ﷺ نے ان تینوں قسم کے لوگوں کے درمیان ایک معاہدہ کیا، جسے میثاق مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معاہدے کے بارے میں احادیث، سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں متضاد روایات منقول ہیں۔ اس آرٹیکل میں ان روایات کا ایک تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ انداز یہ اختیار کیا ہے کہ پہلے اس معاہدے کا تعارف اور تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے، پھر اس کے بارے میں مختلف لوگوں کے روایات اور ان میں محاکمہ کیا گیا ہے اور آخر میں قولِ فیصل ذکر کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت مدینہ شہر (یثرب) سیاسی طور پر مکمل افتراق و انتشار کا شکار تھا، جنگ بعاث کے خاتمے پر اگرچہ امن کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا لیکن اس جنگ میں بر سرِ پیکار قبائل اور ان کے حلیف اس قدر دلبر داشتہ ہو چکے تھے کہ لڑائی کو مزید جاری رکھنا ان کے لئے مشکل تھا۔ اس کے علاوہ اس جنگ نے جو سیاسی خلا پیدا کر دیا تھا اس سے یہودی بھر پور مستفید ہو رہے تھے، اس وقت یہود میں بظاہر عبد اللہ بن اُبَی ہی ایک ایسا شخص تھا جس نے پورے حالات کا جائزہ لے لیا تھا اور اگر رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف نہ لاتے تو شاید عبد اللہ بن اُبَی کی شکل میں مدینہ والوں کے لئے وہ قائد مل جاتا جس کے وہ منتظر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ کو دل سے تسلیم نہیں کیا اور ہمہ وقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مگن رہا۔

رسولِ اکرم ﷺ نے مدینہ تشریف آوری کے بعد مذہب کی بنیاد پر ایک سیاسی اتحاد کی بنیاد ڈالنے اور انصار و مہاجرین پر مشتمل ایک الگ سیاسی گروہ بنانے کی بجائے ایک ایسی پر امن جماعت بنانے کی منصوبہ بندی کی جس کے ارکان باہم جنگ نہ کرنے اور اپنے اختلافات کو پر امن طریقے سے حل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کے اسی ارادے کے نتیجے میں وہ دستاویز وجود میں آئی جسے صحیفہ یا میثاقِ مدینہ کہتے ہیں جس پر ہجرت کے بعد یثرب میں آئے ہوئے قریشی مہاجرین، انصار کے مختلف قبائل اور یہودیوں نے دستخط کیے۔ امن وامان برقرار رکھنے کی خاطر صحیفہ میں غیر جانبدار عدلیہ کے ذریعے انفرادی قوت کے تحفظ اور قانون کی نظروں میں ہر شخص کی یکساں حیثیت پر زور دیا گیا تھا۔ دورِ جاہلیت کے عرب عملاً کسی وضعی قانون سے آشنا نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں مجرم کو جرمانے یا قید کی سزا دینے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں کے پاس کوئی قاعدہ و قانون ہی نہیں تھا، کیونکہ کوئی بھی معاشرہ مکمل لا قانونیت کی کیفیت میں بہت دنوں تک اپنا وجود باقی نہیں رکھ سکتا۔ عرب بھی امن وامان کو قبائلی اتحاد واتفاق کے ذریعہ برقرار رکھتے تھے

۔اگر کسی قبیلے کا ایک شخص مارا جاتا تھا تو اس قبیلے کے دوسرے لوگ اس کا انتقام لیتے تھے۔اگر ایک بھائی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا تو اس کے بھائی صحیح یا غلط کی پرواکیے بغیر اس کی مدد کو اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔بے تحاشا خونریزی پر قابو رکھنے کے لیے تمام قبائل نے خون بہا کو قصاص کا متبادل تسلیم کر لیا تھا۔ چنانچہ اس میثاق نے ایک وضعی قانون کی بنیاد مہیا کی۔اس کے مقاصد دراصل باہمی اختلافات کو پرامن طریقے سے حل کرنے کی کوششوں تک محدود تھے۔اس میثاق کے نتیجے میں جو گروہ وجود میں آیا اسے امت کہا گیا۔لفظ امت دراصل ایک قرآنی اصطلاح ہے جس کا استعمال مدنی سورتوں میں سترہ بار اور مکی سورتوں میں سینتالیس بار ہوا ہے۔امت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک جماعت کے افراد رنگ ونسل اور سماجی فرق کے باوجود عقیدہ توحید کی بنیاد پر باہم متحد ہوں۔لیکن میثاق مدینہ میں امت سے مراد اصحابِ صحیفہ یعنی وہ گروہ ہیں جو اس معاہدے میں شریک تھے[1]۔

مسلمانوں اور یہود کے درمیان کئے گئے معاہدے کا نام

کتب احادیث وسیرت میں مسلمانوں اور یہود کے درمیان طے پائے گئے معاہدہ کے لئے متعدد نام استعمال کئے گئے ہیں۔بعض اہل علم نے اس معاہدے کا ذکر کرتے ہوئے اس کو صحیفہ کا نام دیا[2]۔کتب احادیث میں بھی لفظ صحیفہ کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ امام ابوداؤد نے ایک روایت میں اسی طرح کے ایک صحیفہ کا ذکر کیا ہے[3]۔متقدمین سیرت نگاروں اور مؤرخین نے اس میثاق کو "الکتاب" کا نام بھی دیا ہے۔ان میں ابن اسحاقؒ، ابن سید الناسؒ، ابن کثیرؒ اور ابوعبید قاسم ابن سلامؒ شامل ہیں۔اسی طرح "مسند احمد" میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ذکر کی گئی روایت میں "الکتاب" کا ذکر ہے[4]۔

بعض اہل علم نے اس میثاق کو "وثیقہ" کا نام دیا ہے، ڈاکٹر حمیداللہ نے بھی اپنی کتاب کا نام مجموعہ الوثائق السیاسیہ فی عہد النبوی والخلافہ الراشدہ رکھا جس میں آپ ﷺ کے لوگوں سے کئے گئے معاہدوں بشمول میثاق مدینہ کا ذکر ہے۔بعض اہل علم نے اس معاہدے کو "الدستور" کا نام دیا ہے ان اہل علم میں ڈاکٹر ضیاء العمری، امام الغزالی، ڈاکٹر منیر البیاتی[5] اور محمد سعید وغیرہ شامل ہیں۔کچھ اہل علم نے اس کو موادعہ، معاہدہ اور حلف کا نام دیا ہے۔لیکن ان تمام ناموں میں سب سے جامع اور مناسب لفظ "میثاق" یا "وثیقہ" لگتا ہے کیونکہ فی زمانہ یہی اصطلاح زیادہ متداول اور مشہور ہے۔جیسا کہ وثیقہ امم متحدہ یا وثیقہ حقوقِ الانسان وغیرہ۔چونکہ یہ اسی قسم کا لکھا گیا معاہدہ تھا اس حوالے سے اس اصطلاح میں باقی اصطلاحات کی بنسبت زیادہ وضاحت بھی ہے۔

میثاقِ مدینہ کی حقیقت اور وقوع سے متعلق اہلِ علم کے اقوال

اگرچہ اس معاہدے کی تفصیلات مختلف کتب تاریخ وسیرت میں موجود ہیں تاہم اس میثاق کی حقیقت، صحت و عدم صحت اور وقوع کے بارے میں اہل علم کے اقوال مختلف ہیں۔اس ضمن میں ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری لکھتے ہیں کہ اس سلسلے

میں اہل علم کے تین نکتہ ہائے نظر ہیں:

ڈاکٹر العمری لکھتے ہیں:

"پہلا نکتہِ نظر استاد یوسف العش کا ہے انکا موقف یہ ہے کہ یہ وثیقہ من گھڑت ہے[6]۔"

ان کے مطابق اس واقعہ کی تمام تر تشریعی اہمیت کے باوجود یہ میثاق صحیح احادیث یا فقہ کی کسی کتاب میں وارد نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں اس میثاق کو محمد بن اسحاق نے بلاسند نقل کیا ہے جب کہ ان سے ابن سید الناس نے نقل کیا ہے۔ اور یہ ابن سید الناس وہی شخص ہے جس کی سب اسناد کثیر بن عبداللہ المزنی عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے ہیں جس کے بارے میں ابن حبان بستی نے فرمایا ہے کہ کثیر مزنی کی وہ روایات جو عن أبيه عن جده سے ہیں وہ ایک من گھڑت نسخہ ہے۔ العش کا خیال ہے کہ چونکہ ابن اسحاقؒ نے یہ روایت کثیر کے واسطے سے نقل کی ہے اس لئے جان بوجھ کر اسناد کو حذف کیا ہے۔

لیکن امام العش کا یہ موقف اس لئے صحیح معلوم نہیں ہے کہ متعدد کتب حدیث میں اس معاہدے کے جزئیات کا ذکر ہے اور ان احادیث کی اسناد بھی صحیح ہیں اسکے علاوہ جیسا کہ آگے آئے گا کہ امام بیہقیؒ نے اسکو امام ابن اسحاق سے ایک اور صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ امام قاسم ابن سلام اور امام ابن زنجویہؒ[7] نے بھی امام زہریؒ کے سند سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے[8] لہٰذا امام العش کی اس بات میں وزن نہیں ہے۔

ڈاکٹر العمری لکھتے ہیں:

"دوسرا نکتہِ نظر یہ ہے کہ میثاقِ مدینہ دراصل دو میثاق کا مجموعہ ہے، پہلا میثاق جو کہ یہودیوں کے ساتھ معاہدے پر مبنی ہے، نبی کریم ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد اور بدر سے پہلے ہوا ہے جبکہ دوسرا میثاق جو کہ مہاجرین وانصار کے حقوق وواجبات پر مشتمل ہے بدر کے بعد ہوا ہے۔ لیکن مؤرخین نے دونوں میثاق کو ایک ساتھ اکٹھا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر العمری بھی اسی نکتہِ نظر کی تائید کرتے ہیں اور اسے راجح قول قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ نکتہ نظر بھی صحیح نہیں لگتا کیونکہ یہ میثاق چاہے بدر سے پہلے ہو یا بعد میں اس سے کہی یہ بات واضح نہیں ہے کہ جو بدر سے پہلے ہے وہ الگ میثاق ہے اور جو بدر کے بعد ہے وہ دوسرا ہے بلکہ یہ ایک ہی میثاق ہے جو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان لکھا گیا[9]۔"

تیسرا نکتہِ نظر یہ ہے کہ میثاق اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ ایک ہی میثاق ہے اور یہ ہجرت کے آغاز میں ہی ہوا تھا۔ اس موقف کو تمام متقدمین سیرت نگاروں نے اختیار کیا ہے۔ جیسے امام ابن اسحٰقؒ، امام ابن ہشام، قاسم ابن سلام وغیرہ۔

اس ضمن میں امام ابن ہشامؒ نقل کرتے ہیں کہ ابن اسحاقؒ نے فرمایا:

"مدینہ میں آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا اور اسی میں یہود سے

معاہدہ کیا جس کے تحت یہود کو ان کے دین واموال پر برقرار رکھا اور ان سے شرائط طے کیں [10] ۔"

امام ابن اسحاقؒ کے اس قول میں ایک ہی معاہدہ کی تصریح ہے۔

مذکورہ تینوں نکتہ ہائے نظر میں سے یہی تیسرا نکتۂ نظر راجح ہے۔اس میثاق کو من گھڑت قرار دینے والا پہلا نکتہ نظر اس لئے بے بنیاد لگتا ہے کہ سیرت واحادیث کی اکثر کتب میں اس میثاق سے متعلق اتنی روایات موجود ہیں، کہ اگر ان تمام روایات کو جمع کیا جائے تو وہ حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہیں۔اور دوسرا نکتہ نظر بھی قابل اعتنا نہیں ہے کیونکہ ایسی کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ میثاق دو ہیں۔البتہ تیسرا نکتہ نظر زیادہ اصح لگتا ہے کیونکہ جن محدثین، مؤرخین اور سیرت نگاروں نے اس میثاق کو موضوعِ بحث بنا کر کہیں اختصار اور کہیں تفصیل کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے انہوں نے بھی نہ تو کہیں یہ تصریح کی ہے کہ یہ دو الگ الگ میثاق ہیں اور نہ ہی میثاق کے متن میں کسی جگہ دو الگ الگ میثاق کا ذکر ملتا ہے۔اس حوالے سے میثاقِ مدینہ کا متن بھی بلاشبہ اصل اور غیر مشتبہ ہے۔البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کا متن اور ابتدائی دور نبویؐ میں طے شدہ دفعات اور ضوابط کے ساتھ حالات اور ضروریات کے مطابق وقفے وقفے سے ضمنی دفعات اور ضوابط کا اضافہ کیا گیا ہو۔ڈاکٹر حمید اللہ اور مستشرقین میں سے منٹگمری واٹ، آر بی سرجینٹ نے بھی یہی کہا ہے [11]۔

میثاقِ مدینہ سے متعلق مختلف روایات اور ان کی اسناد کا جائزہ

میثاقِ مدینہ، حدیث وسیرت اور تاریخ کی کتب میں کہیں تفصیل، کہیں اختصار، کہیں جزوی طور پر اور کہیں مکمل متن کے ساتھ موجود ہے۔اس میثاق کی تاریخی وتشریعی حیثیت اور اہمیت کے مد نظر اس کی اسانید پر بحث نہایت اہم ہے کیونکہ اسانید کی صحت کی بدولت ہی اس سے احکام مستنبط ہو سکتے ہیں اور ان پر کوئی حکم لگا کر اس میثاق کو مستند یا غیر مستند قرار دیا جاسکتا ہے۔جہاں تک کتب حدیث وسیرت کا تعلق ہے تو بعض کتب میں اس میثاق کی مکمل تفصیلات ودفعات، بعض میں کچھ دفعات اور بعض میں صرف اس میثاق کا ذکر موجود ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

"میثاق مدینہ کا مکمل متن امام عبدالملک بن ہشامؒ نے امام ابن اسحاقؒ کے واسطے سے "السیرۃ النبویہ لابن ہشام" میں بلاسند نقل کیا ہے [12]۔اس روایت میں مذکورہ میثاق کا مکمل تفصیل بمعہ تمام شقوں کا ذکر ہے جو تقریباً سینتالیس (47) بنتے ہیں ،اس کے شروع میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ایک تحریری معاہدہ ہے اور اس کی ابتداء بسم اللہ سے کی گئی ہے۔ڈاکٹر العمری لکھتے ہیں کہ امام ابن اسحاقؒ سے امام سید الناس اور امام ابن کثیر نے بھی میثاق مدینہ کو بلاسند نقل کیا ہیں۔جبکہ ابن سید الناس نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابن خیثمہ نے اس میثاق کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے،(اس کی

تفصیل آگے آرہی ہے)۔اس میثاق کو ابن اسحاقؒ نے بلا سند نقل کیا ہے لہٰذا امام ابن اسحاق کے ثقاہت وعدم ثقاہت کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔اس ضمن میں اہل علم کے متعدد اقوال ہیں۔امام یحیٰ ابن معینؒ نے انکو ثقہ قرار دیا ہے، امام احمدؒ نے حسن الحدیث کہا ہے اسی طرح علی ابن المدینیؒ، یزید ابن الھارونؒ اور امام شعبہؒ نے بھی ان کو صدوق اور ثقہ قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض اہل علم نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابن اسحاقؒ حسن الحدیث، صالح الحال اور صدوق ہیں البتہ جہاں یہ اکیلے ہوتے ہیں تو اس وقت ان کی روایت عیب سے خالی نہیں اس لئے کہ وہ سوء حفظ کا شکار ہے۔امام ابن حجرؒ نے ان کو امام المغازی اور صدوق قرار دیا ہے لیکن فرمایا کہ آپ تدلیس کرتے ہیں۔لہذا اگرچہ امام ابن اسحاق کی یہ روایت سند نہ ہونے کی وجہ سے اتنی مضبوط نہیں، لیکن چونکہ متعدد روایات (جن کی تفصیل آنی والی ہے) اس پر شاہد ہیں اس حوالے سے اس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔"

امام ابو عبید قاسم بن سلام نے "کتاب الأموال" میں دو مقامات پر اس میثاق کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک مقام پر مکمل متن وسند اور دوسری جگہ اس میثاق کے کچھ جزئیات کو سند سے بیان کیا ہے۔امام ابو عبید قاسم بن سلام نے میثاقِ مدینہ سے متعلق پہلی روایت کو یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر اور عبداللہ بن صالح سے اور ان دونوں نے لیث بن سعد اور عقیل بن خالد کے واسطے سے ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔لیکن اس روایت کو امام زہریؒ نے مرسل روایت کیا ہے۔اور محدثین عام مرسل روایات کو علماء قابل حجت قرار دینے میں توقف کرتے ہیں بالخصوص زہری کی روایات کو۔لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ مرسل روایت قابل حجت ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے کیونکہ ابن اسحاق کی مستند روایت جس کو امام بیہقیؒ نے ذکر کیا ہے اس پر شاہد ہے۔امام ابو عبید قاسم ابن سلام کی دوسری روایت انہوں نے عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان اور یزید بن یزید بن جابر کے واسطے سے امام زہری سے روایت کیا ہے۔اس روایت کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں، ان کی یہ روایت بھی مراسیل امام زہریؒ میں سے ہے البتہ یہ مرسل روایت بھی پہلی روایت کی طرح قابل حجت ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے کیونکہ متعدد روایات اس پر بھی شاہد ہیں۔

امام ابن زنجویہ[13] نے بھی ایک جگہ میثاق مدینہ سے متعلق روایت کو مکمل متن اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔امام ابن زنجویہ نے اپنی روایت عبداللہ بن صالح، لیث اور عقیل کے واسطے سے امام زہریؒ سے روایت کیا ہے۔اس روایت کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں۔اس کی اسنادی حیثیت بھی وہی ہے جو امام ابو عبید قاسم بن سلام کی مذکورہ روایات کی ہے۔واضح رہے کہ امام ابو عبیدؒ اور ابن زنجویہؒ کی روایات میں مذکور متن کا مفہوم الفاظ کے معمولی تفاوت کے ساتھ وہی ہے جو امام ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

امام واقدیؒ مذکورہ میثاق کی کچھ شقوں کا ذکر کرتے ہوئے سند کے ساتھ ابن کعب القرظی کا قول نقل کرتے ہیں:

" جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو تمام یہود نے آپ ﷺ سے معاہدہ کیا جس کی دستاویز بھی تیار کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام قوموں کو اپنا حلیف بنا کر باہم امان کا اعلان فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ چند شرائط طے کیں۔ ان شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ تمام حلیف آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔ غزوہ بدر کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آئے تو یہودیوں نے بغاوت کر کے معاہدے کو ختم کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان (عہد توڑنے والے قبیلے بنو قینقاع) کا محاصرہ کر لیا۔ اس سند میں امام واقدیؒ نے عبداللہ بن جعفر سے اور انہوں نے حارث بن فضیل سے اور انہوں ابن کعب القرظی کے واسطے سے یہ واقعہ سنایا۔ یہ تمام راوی اگرچہ ثقاہت کے اعلیٰ درجہ تک نہیں پہنچتے لیکن یہی مضمون متعدد روایات میں بیان کیا گیا ہے اس لحاظ سے اس کو غیر صحیح نہیں قرار دیا جا سکتا[14]"

امام ابو داؤد اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں:

"جب کعب بن اشرف آپ ﷺ کو اذیت دینے سے باز نہ آیا تو آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو حکم دیا کہ کچھ لوگوں کو بھیجو جو اسے قتل کر دیں انہوں نے محمد بن مسلمہؓ کو بھیجا جنہوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا اس کے قتل کے بعد مشرکین اور یہود خوفزدہ ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور بتایا کہ ہمارا ساتھی رات کو قتل ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے کرتوت بتلائے بعد ازاں انہیں معاہدے پر رضامند کیا اور یوں آپ ﷺ، مسلمانوں اور یہود و مشرکین کے درمیان معاہدہ ہو گیا۔ امام ابو داؤد نے یہ روایت محمد بن یحییٰ بن فارس، حکم بن نافع، شعیب، زہری اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک کے واسطے سے ان کے والد سے روایت کیا ہے۔ امام ابو داؤد کی مذکورہ روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں اس لحاظ سے مذکورہ روایت صحیح قرار پائے گی[15]۔"

امام ابو داؤد کی مذکورہ روایت سے میثاقِ مدینہ کی تحریر کا بعد از بدر ہونا لگتا ہے۔ کچھ محققین جیسے ڈاکٹر حمید اللہ میثاقِ مدینہ کی ابتدائی 23 دفعات کو 1ھ اور بقیہ 24 تا 47 دفعات کو 2ھ بعد از بدر تحریر ہونا خیال کرتے ہیں[16]۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے اس مؤقف کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ کعب بن اشرف کا قتل بدر کے بعد ہوا ہے کیونکہ وہ بدر کے مقتول کفار کے مرثیے کہہ کہہ کر قریش کے جذبات کو ابھارتا رہا اور ساتھ ساتھ اپنے اشعار میں نبی کریم ﷺ کی ذات اور خاندان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا رہا[17]۔ جیسا کہ امام ابو داؤد کی اس روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ میثاق بعد از بدر ہوا ہے۔ تاہم یہاں اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ بعد از بدر آنحضرت ﷺ نے یہود کے ساتھ میثاق کی تجدید کی ہو گی۔ مثلاً کعب کی کاروائیاں شخصی تھیں۔ اس لیے اس کے قتل کے بعد یہودی قبائل کے رد عمل کو روکنے کے لیے یہ تجدید ضروری تھی۔ بہ نظرِ غائر دیکھا جائے تو اگر پہلے سے معاہدہ نہ ہوتا تو کعب بن اشرف کے قتل کو کوئی قانونی حیثیت حاصل نہ ہوتی اور نہ اس کا قبیلہ ایک ایسی ریاست کے ساتھ پہلا معاہدہ کرتا جس نے ان کے سردار کو قتل کیا ہو۔ یہود اس لیے تو کعب کے قتل پر

خاموش ہوئے کہ معاہدہ کی رو سے ایک تو آنحضرت ﷺ کا احترام کعب پر لازم تھا اور دوسرا یہ کہ بدر کے موقع پر حسبِ معاہدہ یہود کی ہمدردیاں مسلمانوں کے حق میں ہونی چاہیے تھیں۔ آنے والی امام طبری کی روایت سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ بدر سے پہلے میثاق مرتب ہوا تھا جس کی خلاف ورزی یہود کی طرف سے ہوئی تھی۔

امام بلاذریؒ فرماتے ہیں:

" نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے وہاں بسنے والے یہودیوں سے معاہدہ کیا جسے تحریری شکل دی گئی۔اوران پر شرائط عائد کیں کہ وہ آپؐ کے دشمن کے ساتھ مل کر ساز باز نہیں کریں گے، حملے کی صورت میں آپؐ کی مدد کریں گے اور اہل ذمہ کی طرف سے لڑائی نہیں کریں گے۔ پھر نہ تو آپؐ نے کسی سے جنگ کی، نہ کسی نے آپؐ پر حملہ کیا اور نہ ہی آپؐ نے کوئی سریہ روانہ کیا۔اسی طرح امام بلاذریؒ نے غزوہ بنی قینقاع کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک اور مقام پر فرمایا: پھر غزوہ بنو قینقاع 2ھ میں وقوع پذیر ہوا، اس کا سبب یہ بنا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے تمام یہود سے ایک معاہدہ کیا جسے تحریری شکل دی گئی۔ پھر جب آپؐ معرکہ بدر سے صحیح سالم اور وافر غنیمت کے ساتھ مدینہ واپس آئے تو انہوں نے بغاوت کر دی اور عہد کو توڑ دیا۔ اگرچہ یہاں دونوں مقامات پر سند کا ذکر نہیں ہے لیکن اپنی کتاب "انساب الاشراف" میں متعدد مقامات پر آپ نے سند (حدثنا سريج بن يونس أبو الحارث، ثنا إسحاق الأزرق، عن سفيان، عن الأعمش، عن مسلم البطين، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس) کا سہارا لیا ہے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس حوالے سے یہ ممکن ہے کہ اس میثاق سے متعلق مذکور اقوال بھی اسی سند سے ہو لیکن طوالت سے بچنے کے لئے اس کو خذف کیا ہو[18]"

میثاق سے متعلق ابن خیثمہ کی مستند روایت کو امام ابن سید الناس نے اپنی کتاب "عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر" میں سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔اس روایت میں ابن ابی خیثمہؒ نے احمد بن جناب ، عیسیٰ بن یونس ، کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ کی حدیث یوں نقل کی ہے: کہ رسول اللہ نے مہاجرین وانصار کے درمیان معاہدہ کی صورت میں ایک کتاب لکھی[19]۔اس کے بعد میثاق کا وہی متن ذکر کیا جو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے۔ مذکورہ سند کے راویوں میں کثیر بن عبداللہ ضعیف ہے جس کی وجہ سے یہ روایت کمزور ہے لیکن چونکہ اس روایت پر کئی شاہد موجود ہیں اس لحاظ سے یہ حسن کے درجہ تک پہنچ سکتی ہے۔ لیکن اگرچہ امام ابن سید الناس یہ لکھا ہے کہ امام ابن خیثمہ نے اس میثاق کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے، لیکن ڈاکٹر حمید اللہ فرماتے ہیں کہ میثاق مدینہ سے متعلق امام ابن خیثمہ کی سند کے ساتھ روایت مفقود ہے سوائے امام ابن سید الناس کے واسطے سے۔ لیکن واضح ہے کہ امام ابن خیثمہ تیسری صدی کا سیرت نگار ہے

جبکہ امام ابن سید الناس آٹھویں صدی کا لکھاری ہیں۔ امام سید الناس کو یہ روایت کیسے پہنچی اس کی تفصیل مہیا نہیں کی گئی ہے۔

امام طبریؒ نے اپنی کتاب تاریخ الرسل والملوک میں مذکورہ میثاق کے بارے میں فرمایا:

" پھر آپ ﷺ نے بدر سے واپسی پر مدینہ میں قیام کیا تو چونکہ یہود مدینہ کے ساتھ یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ آپؐ کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے، دشمن کے حملے کی صورت میں آپؐ کی مدد کریں گے۔ لیکن جب آپؐ نے بدر میں مشرکین قریش کو قتل کیا تو ان کا حسد اور سرکشی مزید بڑھ گئی۔۔۔ اور انہوں نے معاہدہ توڑنے کا اظہار کر دیا"۔ امام طبریؒ نے ابن حمید ، سلمہ اور محمد بن اسحٰق کے واسطے سے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا ہے کہ بنو قینقاع وہ پہلے یہودی تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے معاہدے کو توڑا، اور غزوہ بدر اور احد کے درمیان انہوں نے لڑائی کی[20]۔ امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ایک قول ہے کہ اسی سال آپؐ نے دیت (کے احکام) لکھے جو آپؐ کی تلوار کے ساتھ لٹکے ہوتے تھے[21]۔ میثاق توڑنے والی روایت کو ابن حمید نے سلمہ اور محمد بن اسحٰق کے واسطے سے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اس سند کے تمام راوی اگرچہ ثقہ نہیں ہیں لیکن مجموعی طور پر یہ روایت شواہد کی وجہ سے قابل اعتبار قرار دی جاتی ہے۔"

امام بیہقیؒ اپنی سند کے ساتھ عثمان بن محمد کا قول نقل کرتے ہیں:

" میں نے عمر بن خطابؓ کی اولاد میں اس مکتوب کو پایا، یہ صدقہ والے اس مکتوب کے ساتھ تھا جو حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو لکھا تھا۔۔۔ یہ اللہ کے نبی محمد ﷺ کی طرف سے دستوری تحریر (دستاویز) ہے۔ یہ معاہدہ مسلمانان قریش اور اہل یثرب اور ان لوگوں کے مابین ہے جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں ۔ تمام (دنیا کے دیگر) لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (قومیت) ہو گی۔۔۔[22]۔ واضح رہے کہ امام بیہقی کی روایت میں تابع کا اطلاق اہل معاہدہ کے موالی اور حلفاء پر ہوتا ہے جس میں اگرچہ یہود غیر مذکور ہیں تاہم حسبِ رواجِ تحالف کے تحت وہ اس میں شامل ہیں۔"

امام بیہقی نے مذکورہ روایت ابو عبداللہ الحافظ ، ابوالعباس محمد بن یعقوب، احمد بن عبد الجبار، یونس بن بکیر اور ابن اسحاق کے واسطے سے عثمان بن محمد سے روایت کیا ہے۔ اس میں امام بیہقی، ابو عبداللہ الحافظ اور ابوالعباس محمد بن یعقوب ثقہ راوی ہیں۔ احمد بن عبد الجبار کو اگرچہ امام ابن حجرؒ نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن فرمایا کہ ان کی وہ روایات جو سیرت سے متعلق ہیں وہ قابل قبول ہیں اور یہ روایت بھی سیرت کا ہے۔ یونس ابن بکیر بھی ثقہ ہے اور ابن اسحٰق کے مدلس ہونے کی وجہ سے معمولی سا ضعف ہو سکتا ہے لیکن یہاں چونکہ سماعت کی تصریح ہے اس حوالے سے یہ علت بھی رفع ہو جاتی ہے۔ عثمان بن محمد بھی ثقہ راوی ہیں۔ یہاں بظاہر ارسال نظر آرہا ہے لیکن عثمان بن محمد دراصل ارسال نہیں کر رہا ہے بلکہ فرماتا ہے:

"أخذت من آل عمر بن الخطاب رضي الله عنه هذا الكتاب، كان مقرونا بكتاب الصدقة"

تو یہ 'وجادہ' ہے جو دراصل تحمل کا صحیح طریقہ ہے جب اس کا شرط موجود ہو جو اس معاہدے کا متن ہے جو مختلف صحیح اسانید سے ثابت ہے۔ تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ مذکورہ روایت من جملہ صحیح ہے۔

خلاصۂ بحث

میثاقِ مدینہ سے متعلق تمام روایات کی اسنادی حیثیت انفرادی طور پر اگرچہ اتنی مضبوط نہیں ہے لیکن جب ہم ابن اسحاق کی اسناد کو دو شواہد اور بیہقی کی اسناد کی بنیاد پر حسن کا درجہ دے رہے ہیں تو ابو عبید اور ابو خیثمہ والی اسناد بھی اسے مزید مضبوط کرتی ہیں۔ ان تمام اسناد کے مجموعے سے میثاق سے متعلق اسانید کم از کم حسن کے درجے تک پہنچتی ہیں۔ اس لیے ان سے استدلال کیا جا سکتا ہے لہٰذا میثاق مدینہ کا وقوع ایک حقیقت ہے اور اس کو من گھڑت قرار دینے والا قول مرجوح قرار دیا جائے گا۔

حواشی و حوالہ جات

1 برکات احمد، سید "رسول اکرم ﷺ اور یہود حجاز" :69- 72، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، 2011ء

2 محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، "مجموعہ الوثائق السیاسیہ فی عہد النبوی والخلافہ الراشدہ" دفعہ نمبر 039) القاہرہ، لجنہ التالیف والترجمہ، 1941ء

3 امام أبوداود سلیمان بن الأشعث "سنن أبی داود" حدیث(3000)، محمد محیی الدین عبد الحمید، لمکتبہ العصریہ، صیدا—بیروت

4 امام احمد، "مسند الإمام أحمد بن حنبل" ، حدیث(6904)، دار الحدیث—القاهرة، 1416ھ/ 1995 ء

5 اکرم ضیاء العمری، ڈاکٹر، "السیرت النبویہ الصحیحہ "1 : 272 مکتبہ العلوم والحکم، المدینہ المنورہ، 1993ء

6 ذهب الأستاذ يوسف العش إلى أن الوثيقة موضوعة فهو يقول: "إنها لم ترد في كتب الفقه والحديث الصحيح رغم أهميتها التشريعية، بل رواها ابن إسحق بدون إسناد، ونقلها عنه ابن سيد الناس، وأضاف أن كثير بن عبد الله بن عمرو المزني روى هذا الكتاب عن أبيه عن جده، وقد ذكر ابن حبان البستي: أن كثير المزني روى عن أبيه عن جده نسخة موضوعةلا يحل ذكرها في الكتب ولا الرواية عنها إلا على جهة التعجب". ويرى العش أن ابن إسحق اعتمد على رواية كثير لكنه تعمد حذف الإسناد۔ (اکرم ضیاء العمری "السیرۃ النبویہ الصحیحہ-1: 281)

7 ابن زنجویہ، حمید بن مخلد، الأموال لابن زنجویہ 2: 466، 471، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الإسلامیہ، السعودیہ، ط:1406ھ

8 امام ابو عبید قاسم بن سلاّم "کتاب الأموال "1: 260 ، دار الفکر. —بیروت (س۔ن)

9 ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: الراجح أن الوثيقة في الأصل وثيقتان ثم جمع المؤرخون بينهما، إحداهما تتناول موادعة الرسول صلى الله عليه وسلم لليهود والثانية توضح إلتزامات المسلمين من مهاجرين وأنصار وحقوقهم وواجباتهم.ويترجح عندي أن وثيقة مواعدة اليهود كتبت قبل موقعة بدر الكبرى أما الوثيقة بين المهاجرين والأنصار فكتبت بعد بدر. (اکرم ضیاء العمری "السیرۃ النبویہ الصحیحہ محاولہ لتطبیق قواعد المحدثین فی نقد روایات السیرۃ النبویہ" 1: 276)

10 امام ابن ہشامؒ نقل کرتے ہیں: قال ابن إسحاق: وكتب رسول الله – صلى الله عليه وسلم – كتابا بين المهاجرين والأنصار، وادع فيه يهود وعاهدهم، وأقرهم على دينهم وأموالهم، وشرط لهم، واشترط عليهم۔ (عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری معافری ابو محمد "السیرۃ النبویہ لابن ہشام "3: 31، دار الجیل، بیروت (س۔ن)

11 Muhammad Hamidullah‹ the First written constitution in the world‹ Lahore: 1968‹ P.33ff‹ R.B.Sarjeant‹ The constitution of Madina‹ the Islamic Quarterly‹Vol.8 (January-June1964)‹Montgomery W.Watt‹ Muhammad at Madina‹ oxford: Clarendon press‹ 1956‹ P.225ff.

12 ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان ایک تحریر لکھی جس میں یہود کے ساتھ معاہدہ بھی تھا ان کو اپنے دین اور اموال پر قائم رکھا معاہدہ میں کچھ شرائط یہود کے لئے اور کچھ شرائط مسلمانوں کے لئے تھیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔(عبد الملک بن ہشام بن أیوب الحمیری المعافری "السیرۃ النبویہ لابن ہشام 1: 501- 504 ، شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی و أولادہ بمصر، ط1375ھ)

13 امام ابن زنجویہ لکھتے ہیں: حدثني عبد الله بن صالح، حدثني الليث، حدثني عقيل عن ابن شهاب أنه قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب بهذا الكتاب۔ (ابن زنجویہ، أبو أحمد حمید بن مخلد بن قتیبہ، "الأموال لابن زنجویہ "2 : 466تا471 ، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الإسلامیہ، السعودیہ، ط:1406ھ / 1986 ء)

14 امام واقدیؒ فرماتے ہیں: حدثني عبد الله بن جعفر ، عن الحارث بن الفضيل عن ابن كعب القرظي قال لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة ، وادعته يهود كلها ، وكتب بينه وبينها كتابا . وألحق رسول الله صلى الله عليه وسلم كل قوم بحلفائهم وجعل بينه وبينهم أمانا ، وشرط عليهم شروطا ، فكان فيما شرط ألا يظاهروا عليه عدوا.فلما أصاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أصحاب بدر وقدم المدينة ، بغت يهود وقطعت ما كان بينها وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم من العهد فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إليهم فجمعهم ثم قال يا معشر يهود أسلموا ، فوالله إنكم لتعلمون أني رسول الله قبل أن يوقع الله بكم مثل وقعة قريش . فقالوا : يا محمد لا يغرنك من لقيت ، إنك قهرت قوما أغمارا . وإنا والله أصحاب الحرب ولئن قاتلتنا لتعلمن أنك لم تقاتل مثلنا.فبينا هم على ما هم عليه من إظهار العداوة ونبذ العهد جاءت امرأة نزيعة من العرب تحت رجل من الأنصار إلى سوق بني قينقاع ، فجلست عند صائغ في حلي لها فجاء رجل من يهود قينقاع فجلس من ورائها ولا تشعر فخل درعها إلى ظهرها بشوكة فلما قامت المرأة بدت عورتها فضحكوا منها . فقام إليه رجل من المسلمين فاتبعه فقتله فاجتمعت بنو قينقاع ، وتحايشوا فقتلوا الرجل ونبذوا العهد إلى النبي صلى الله عليه وسلم وحاربوا ، وتحصنوا في حصنهم . فسار إليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فحاصرهم فكانوا أول من سار إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأجلى يهود قينقاع وكانوا أول يهود حاربت.(الواقدی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن واقد "المغازی "غزوہ بنی قینقاع، 1 : 176-177 ، دار الأعلمی –بیروت، ط:1409ھ/1989ء)

15 امام ابوداؤد فرماتے ہیں حدثنا محمد بن يحيى بن فارس، أن الحكم بن نافع، حدثهم قال: أخبرنا شعيب، عن الزهري، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن كعب بن مالك، عن أبيه، وكان أحد الثلاثة الذين تيب عليهم، وكان كعب بن الأشرف يهجو النبي صلى الله عليه وسلم، ويحرض عليه كفار قريش، وكان النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم المدينة، وأهلها أخلاط، منهم المسلمون، والمشركون يعبدون الأوثان، واليهود وكانوا يؤذون النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه، فأمر الله عز وجل نبيه بالصبر والعفو، ففيهم أنزل الله: {ولتسمعن من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم} الآية، فلما أبى كعب بن الأشرف أن ينزع عن أذى النبي صلى الله عليه وسلم، أمر النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن معاذ أن يبعث رهطا يقتلونه، فبعث محمد بن مسلمة، وذكر قصة قتله، فلما قتلوه، فزعت اليهود والمشركون فغدوا على النبي صلى الله عليه وسلم، فقالوا: طرق صاحبنا فقتل، «فذكر لهم النبي صلى الله عليه وسلم الذي كان يقول، ودعاهم النبي صلى

الله عليه وسلم إلى أن يكتب بينه كتابا، ينتهون إلى ما فيه فكتب النبي صلى الله عليه وسلم، بينه وبينهم وبين المسلمين عامة صحيفة»۔(امام أبوداود، سلیمان بن الأشعث،"سنن أبي داود" 3 :154، المكتبہ العصریہ، صیدا—بیروت(س۔ن)

16 حمید اللہ "عہد نبوی کا نظام حکمرانی":74، دہلی،1944ء

17 سیرتِ ابن ہشام:412-415

18 امام بلازریؒ فرماتے ہیں: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم عند قدومه المدينة وادع يهودها، وكتب بينه وبينهم كتابا، واشترط عليهم أن لا يمالئوا عدوه وأن ينصروه على من دهمه وأن لا يقاتل عن أهل الذمة. فلم يحارب أحدا، ولم يهجه، ولم يبعث سرية حتى أنزل الله عز وجل عليه: أذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا وإن الله على نصرهم (لقدير)) ، إلى قوله (ولله عاقبة الأمور) . فكان أول أيام عقده لواء حمزة بن عبد المطلب رضي الله تعالى عنه.حدثنا سريج بن يونس أبو الحارث، ثنا إسحاق الأزرق، عن سفيان، عن الأعمش، عن مسلم البطين، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، قال:أول آية نزلت في القتال: أذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا وإن الله على نصرهم لقدير)(امام بلاذری، أحمد بن يحيى بن جابر بن داودا" أنساب الأشراف"1 :286، مصر، دار المعارف، دار الفكر—بیروت،1417ھ)

19 امام ابن سید الناس لکھتے ہیں:هكذا ذكره ابن اسحق، وقد ذكره ابن أبي خيثمة فأسنده: حدثنا احمد بن جناب أبو الوليد ثنا عيسى بن يونس ثنا كثير ابن عبدالله بن عمرو المزني عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب كتابا بين المهاجرين والانصار فذكر بنحوه.(امام ابن سید الناس"عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير" 1 : 262)

20 امام طبریؒ فرماتے ہیں: قال أبو جعفر: ثم أقام رسول الله ص بالمدينة، منصرفه من بدر، وكان قد وادع حين قدم المدينة يهودها، على أن لا يعينوا عليه أحدا، وإنه إن دهمه بها عدو نصروه فلما قتل رسول الله ص من قتل ببدر من مشركي قريش، أظهروا له الحسد والبغي، وقالوا: لم يلق محمد من يحسن القتال، ولو لقينا لاقى عندنا قتالا لا يشبهه قتال أحد، وأظهروا نقض العهد. حدثنا ابن حميد، قال: حدثنا سلمة، عن محمد بن إسحاق، عن عاصم بن عمر بن قتادة، أن بني قينقاع كانوا أول يهود نقضوا ما بينهم وبين رسول الله ﷺ، وحاربوا فيما بين بدر وأحد (امام طبری، "تاریخ الطبری(تاریخ الرسل والملوک) 2 :479، دار التراث—بیروت،1387ھ)

21 وقيل: إن في هذه السنه كتب رسول الله ﷺ المعاقل فكان معلقا بسيفه۔(تاریخ الطبری2 :486)

22 امام بیہقیؒ فرماتے ہیں أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أحمد بن عبد الجبار، ثنا يونس بن بكير، عن ابن إسحاق، حدثني عثمان بن محمد بن عثمان بن الأخنس بن شريق، قال: أخذت من آل عمر بن الخطاب رضي الله عنه هذا الكتاب، كان مقرونا بكتاب الصدقة الذي كتب عمر للعمال: " بسم الله الرحمن الرحيم، هذا كتاب من محمد النبي صلى الله عليه وسلم بين المسلمين والمؤمنين من قريش ويثرب ومن تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم، أنهم أمة واحدة دون الناس، المهاجرون من قريش على ربعتهم يتعاقلون بينهم وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو عوف على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الأولى، وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين " ثم ذكر على هذا النسق بني الحارث، ثم بني ساعدة، ثم بني جشم، ثم بني النجار، ثم بني عمرو بن عوف، ثم بني النبيت، ثم بني الأوس، ثم قال: " وإن المؤمنين لا يتركون مفرحا منهم أن يعطوه بالمعروف في فداء أو عقل"(امام بیہقی، أحمد بن الحسين أبو بكر بیہقی" السنن الكبرى"8 : 184، رقم16369، دار الکتب العلمیہ، بیروت—لبنان،1424ھ)